© rasailojaraid.com

حافظ یٰسین معاویہ/ حافظ ضیاء اللہ دانش

شاہ جیؒ، ناگڑیاں اور ہم

میں ۱۹۸۵ء اور حافظ یٰسین معاویہ ۱۹۸۸ء میں مدرسہ معمورہ ملتان بغرضِ حفظِ قرآن داخل ہوئے۔ پہلے تین پارے حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ سے اور بقیہ تمام اساتذۂ مدرسہ سے حفظ کیے۔ اس طرح ہم دونوں نے علی الترتیب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۲ء میں حفظ کی تکمیل کر لی۔ چار سال کتب پڑھیں اور ساتھ ساتھ ''سادات اکیڈمی'' سے سرکاری نصاب بھی پڑھا۔ حضرت اماں جیؒ اور حضرت شاہ جیؒ ہمیں اپنی حقیقی اولاد کی طرح چاہتے۔ دن کو ہم مدرسین سے پڑھتے اور رات کو دونوں شفیق ہستیاں ہمارے اسباق بالالتزام سنتیں۔ جو تربیت حقیقی والدین کو کرنا تھی۔ وہ ان روحانی ماں باپ نے بڑی لگن اور محنتِ شاقہ سے کر دی۔ یوں ان کی آغوشِ محبت کی بے پناہ حرارت نے ہمیں مکمل طور پر انہی کا کر کے رکھ دیا۔ اپنے گھروں کو واپسی ہمیں دوبھر لگنے لگی تو ان عظیم ہستیوں نے ہمیں سنبھالا دیا۔ والدین کے حقوق اور اولاد کے فرائض سمجھائے تو ہم تشکر و امتنان کی کیفیات سے سرشار نہیں دیکھتے رہ گئے۔

ناگڑیاں' شاہ جیؒ کا آبائی گاؤں ہے۔ وہ عید الفطر منانے یہاں تشریف لائے تو ہمیں بھی ساتھ لے آئے۔ یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے۔ ہم نے پہلی بار یہ جگہ دیکھی۔ رمضان المبارک میں مصلّٰی شاہ جیؒ کے حکم سے یہیں سنایا اور ان کی معیت میں بزرگانِ ساداتِ کرام ناگڑیاں کی قبور کی زیارت کی۔ اس موقع پر ہمیں شاہ جیؒ کی بہت سی اندرونی کیفیات اور اپنے خاندان کے رجالِ عظیم سے وارفتگی کے کھلے مناظر دیکھنے کو ملے۔ یہ خاصے کی روحانی منازل فی الحقیقت انہی کا حصہ تھیں۔

مدرسہ معمورہ ناگڑیاں کا قیام ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ حضرت امیر شریعت، بطلِ جلیل سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندِ ارجمند کو خواب میں حکم دیا کہ ''میں نے اپنے گاؤں میں بوٹا لگا دیا ہے۔ اس کی ہر طرح سے حفاظت اور برحق تمہاری ذمہ داری ہے''۔ ابن امیر شریعتؒ نے حضرت والد ماجدؒ کا کہا سچ کر دکھایا۔ بہت سی مشکلات سدِ راہ تھیں' جنہیں پائے استقامت کی ٹھوکر سے گرا کر بدعتی امام کو نکال باہر کیا۔ محترم حافظ ... ید صاحب پہلے مدرس مقرر کیے گئے۔ ان کی شبانہ روز محنت رنگ لائی۔ اس دور افتادہ بستی کے نونہال قرآن کریم درستی سے پڑھنے لگے۔ در و دیوار نئے انقلاب کی نوید سنانے لگے۔ محترم حافظ عبدالرزاق دوسرے مدرس مقرر ہوئے۔ مجھے ۱۹۹۳ء اور حافظ یٰسین معاویہ کو ۱۹۹۵ء میں مستقلاً ناگڑیاں میں تعینات کر دیا گیا۔ یہ ہمارے روحانی والدین کی انمٹ محبت اور مہربانیوں کا لامتناہی سلسلہ تھا کہ ہم سینکڑوں میل کے فاصلے سے یہاں آ گئے اور حلف دیا کہ جیتے جی بے وفائی نہیں کریں گے۔

حضرت شاہ جیؒ اور حضرت اماں جیؒ دونوں میاں بیوی' عیدیں مستقلاً گاؤں ہی میں کرتے۔ شاہ جیؒ تو سال بھر میں ہر دو ماہ بعد چکر لگاتے، تبلیغ فرماتے، خود ہمیں بھی مدرسہ کے متعلق ہدایات دیتے۔ لوگوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی دینی مسائل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمجھاتے ۔ یہاں دورانِ قیام، ہم نے ایک اور زبردست مشاہدہ کیا اور وہ یہ کہ حضرت شاہ جیؒ مغرب سے عشاء تک لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے ۔ پھر تہجد کی نماز کے بعد درود شریف کی تسبیحات پھر اللہ، اللہ کی تسبیحات اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر بالجہر نماز فجر تک ۔ دورانِ ذکر اُن پر وارفتگی، وجد و مستی اور خشیت الٰہی مکمل طور پر طاری ہوتی ۔ ان کے چہرے کے بدلتے رنگ، جسم کی کپکپی ساون بھادوں کا مینہ برساتی آنکھیں آخر میں انتہائی پرسکون سرخ چہرہ اور کسی ان دیکھی ہستی کے لیے خود سپردگی کا عالم، کیا کہنے ایک عجیب سماں ہوتا۔ ان کے معمولات میں یہ ایک بات ایسی تھی جو ہمیں مبتلائے خمار کر دیتی تھی ۔ اب ایسی کیفیات کہاں...... انہیں اس گاؤں سے انتہا کی محبت تھی ۔ یہاں آ کر وہ خود کو حد درجہ پرسکون محسوس کرتے ۔ مگر بزرگانِ سلف کا ذکر کرتے وقت اُن پر گریہ وزاری کا غلبہ ہوتا۔ فارغ وقت میں ہمیں اپنی زندگی میں پیش آمدہ مختلف حالات و واقعات سناتے ۔ ضلع چکوال کا حال سناتے ہوئے بتایا کہ کپتان غلام محمد مرحوم کی خواہش پر کسی دور دراز علاقے کا پروگرام تھا۔ سواری تو نہیں تھی، البتہ کتابوں کا ایک بڑا بنڈل ساتھ تھا۔ قریباً دس میل پیدل چلے ۔ اس حال میں کہ یہ بنڈل کندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ راستے میں کئی جگہوں پر تقریریں کیں اور کپتان صاحب کی معیت میں آگے چلتے رہے۔ ایک جگہ قیام کیا، رات خواب میں دادا جان (حضرت حافظ سید ضیاء الدین احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت ہوئی ۔ انہوں نے فرمایا ''شاوا پترا خوش کر دتا ای'' شاہ جیؒ نے فرمایا اس کیفیت نے میرا حوصلہ دو چند کر دیا۔

ذاتی حیثیت میں بھی اس طرح کا شخص ہم نے اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھا۔ وہ خلوص و وفا کا مرقع، تواضع و انکساری کا پیکر اور سادگی و متانت کا خوبصورت نمونہ تھے ۔ محفل آرائی میں اپنی مثال آپ تھے ۔ ان کی تمام تر بزم آرائیاں ایک خاص قسم کی سنجیدگی لیے ہوتیں، جن میں طنز و مزاح کا عنصر بھی مناسب حد تک موجود ہوتا ۔ ضرب الامثال کا تبادلہ بھی ہوتا اور شعر و سخن کی گرم بازاری بھی ہوتی ۔ اس سب کچھ کے باوجود وہ دین کو پوری دیانت اور مکمل غیرت کے ساتھ بیان کرتے ۔ اس معاملے میں، کسی مصلحت کا شکار نہ ہوتے ۔ ریا کاری اُن میں نام کو نہ تھی ۔ دوٹوک اور اکل کھری بات کرنے کا پورا سلیقہ رکھتے تھے ۔ رب تعالیٰ نے انہیں ایک انوکھی آواز سے سرفراز کر رکھا تھا ۔ بڑے بڑے جغادری مقرروں کو دیکھا ۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بولنے سے گلے بیٹھ جاتے ۔ آواز خراب ہو جاتی مگر ابن امیر شریعتؒ کی آواز...... سبحان اللہ! کئی کئی گھنٹے روزانہ اور کئی کئی دن مسلسل تقریریں کرنے کے باوصف ان کی کھنک پورے وقار کے ساتھ قائم رہتی ۔ کئی بزرگوں سے سنا کہ ان کا تلاوتِ قرآن کا انداز حضرت امیر شریعتؒ سے بڑی حد تک ملتا جلتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ عمر بھر اپنی علمی و عقلی وجاہت اور حُسن تکلم کے اعتبار سے اپنے تمام ہم عصروں میں منفرد مقام رکھتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص شعور، فکر اور تدبر سے نواز رکھا تھا۔ طبقۂ علماء میں وہ صدرِ جل رشید تھے جنہوں نے انتھک محنت اور دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک بھر میں تیس پینتیس دینی مدارس قائم کئے ۔ جہاں ہزاروں بچے، بچیاں قرآنی تعلیمات سے مزین ہو رہے ہیں ۔ یہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب انہیں ہمیشہ ملتا رہے گا۔

یوں تو حضرت شاہ جیؒ عرصہ دراز سے ذیابیطس میں مبتلا تھے مگر ۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو حضرت اماں جیؒ کی وفات کے بعد حزن و اضمحلال نے ان کے رگ و پے میں ڈیرے ڈال لیے تھے ۔ وہ حیلے بہانے سے اپنی اس کیفیت کا اظہار بھی کرتے تھے ۔ مئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۹۹ء میں طبیعت میں زیادہ بگاڑ پیدا ہوا تو لاہور کے شالیمار ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ بہتری کے آثار پیدا ہوئے تو ملتان تشریف لے گئے۔ ۹ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو اپنے ماموں زاد بھائی سید محمد یونس بخاری اور حافظ محمد اختر کے ہمراہ ناگڑیاں تشریف فرما ہوئے اور ایک ہفتہ قیام کیا۔ گاؤں کے بہن بھائیوں اور بعض بزرگوں سے یادگار ملاقاتیں ہوئیں۔ ہمارے لیے رہنمایانہ نکات بیان فرمائے۔ طبیعت میں ٹھہراؤ سا تھا۔ بہت پر سکون اور ہشاش بشاش چہرہ جسے دیکھ کر ہم سب شاداں و فرحاں تھے۔ ۱۵ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو عازم لاہور ہوتے وقت' ان کی ایک بات نے ہماری ساری خوشیوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ ہمارے دلوں کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہو گئی تھیں۔ اور ہم بھونچکا رہ گئے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ''میرے بچو! یہ میرا آخری پھیرا ہے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے اس باغ کو اجڑنے نہ دینا اور اس کی تقویت کے لیے زندگیاں وقف کر دینا''۔ پھر وہ چلے گئے اور ہم لرزہ براندام، بوجھل دلوں کے ساتھ واپس مدرسہ پہنچے۔

حضرت شاہ جیؒ چند روز لاہور قیام کے بعد اپنے فداکار بھانجے محترم سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ ملتان روانہ ہو گئے۔ ۲۴ر اکتوبر کو اطلاع ملی کہ طبیعت سخت ناساز تھی۔ اس لیے انہیں نشتر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ حافظ یٰسین معاویہ ناگڑیاں چھوڑ کر' میں ملتان چلا گیا۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں حضرت کی خدمت کا فریضہ انجام دوں۔ اللہ کی حکمت دیکھیے مجھے ان کی بھرپور خدمت کا موقع ملا۔ اس دوران طبیعت کے اتار چڑھاؤ کے باوجود ہمارے لیے ان کی دینی نصیحتیں جاری رہیں۔ حافظ محمد اختر اور میں بساط بھر ان انمول پند و نصائح کو سمیٹتے رہے۔ ہمیں بہت سی مسنون دعائیں بھی یاد کرائیں۔ ۱۱ر نومبر رات بھر تلاوتِ کلام پاک میں مشغول رہے۔ قریباً ڈھائی بجے رات سانس میں کچھ دقت محسوس ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ''موت آنے سے پہلے سکرات کا آغاز ہوتا ہے یعنی سانس اکھڑنا شروع ہوتا ہے''۔ میری اب یہی صورت حال ہو رہی ہے۔ پھر سورت قٓ کی آیت وَجَاءَ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ تلاوت کی۔ حافظ محمد اختر، حافظ ضیاء اللہ دانش اور ڈاکٹر کاظمی صاحب (حضرت مولانا احمد سعید کاظمیؒ کے پوتے) سے الوداعی مصافحہ کیا اور اللہ اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ صبح ۵ بجے طبیعت کچھ سنبھلی۔ میں نے گھر فون کر کے کفیل شاہ جی کو آگاہ کیا۔ وہ فوراً پہنچ گئے۔ اُن سے مصافحہ کر کے فرمایا' ''بیٹا! یہ میرا آخری وقت ہے''۔ انہوں نے گھر میں حضرت شاہ جیؒ کے سب سے چھوٹے بھائی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ' کو مطلع کیا' وہ بھی تشریف لے آئے۔ میں ایک ایک چمچ آبِ زم زم پلا رہا تھا۔ دن قریباً گیارہ بجے یک دم چار چمچ پیئے اور فرمایا ''بس اب کام ختم ہو گیا ہے''۔ پھر سانس اکھڑنے لگا تو ہم سب حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا کہ ''میں آخری دم تک مسلمان ہوں، پھر کلمہ شہادت بہ آواز بلند پڑھا اور استغفر اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر یہ ذکر کرنے کے بعد اللہ، اللہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔ امیر شریعتؒ کا ''نقشِ ثانی ہم سے بہت دور چلا گیا' جہاں سے کبھی کوئی لوٹ کر نہیں آیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں مگر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان کے مشن کو استحکام دینے کے لیے ہماری زندگیاں وقف ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ مشن اب ہمارا اپنا ہے جو حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی قیادت و سیادت میں پورے طمطراق کے ساتھ جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

© rasailojaraid.com